باب 4
سرکاری مالیات (PUBLIC FINANCE)

دورِ حاضر میں بڑھتی ہوئی آبادی، مالی وسائل کی قلت اور ملکی سرحدوں کی حفاظت ہر ملک کے لیے چیلنج بنتا جا رہا ہے۔ عہد حاضر میں ریاستوں کے فرائض دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج اس کرہ ارض پر موجود ہر ریاست کو ملکی نظم و نسق چلانے' ریاست میں بسنے والے شہریوں کی جان و مال کی حفاظت اور امن و امان برقرار رکھنے کے لیے کھربوں روپے درکار ہوتے ہیں۔ بیرونی دشمنوں سے بچاؤ کے لیے فوج' امن و امان کی پرامن فضا کے لیے پولیس' عدل و انصاف کے فروغ کے لیے عدالتیں اور معاشی ترقی کے لیے ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کسی بھی ملک کی پہلی ترجیحات کا حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ اندرون ملک شہریوں کی سہولت کے لیے ریلیں' سڑکیں' بندرگاہیں' ہوائی اڈے، سکول و کالج' یونیورسٹیاں' ہسپتال' صحت عامہ اور سماجی فلاح و بہبود کی فراہمی بھی ریاست کے اولین فرائض میں شامل ہیں۔ اسی طرح ملک میں آبپاشی کی ترقی کے لیے ڈیم' نہریں' بیراج' وغیرہ اور معیشت کا مختلف شعبوں مثلاً زراعت' صنعت، تجارت' مواصلات اور بنکاری نظام کے فروغ کے لیے مثبت کوششیں بھی ریاست کی بڑی بڑی ترجیحات میں شامل ہیں۔

متذکرہ بالا تمام ضروریات کی تکمیل سے نبرد آزما ہونے کے لیے ریاست کو کثیر مقدار میں مالی وسائل درکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا حکومت متعدد اقسام کے ٹیکس لگا کر مالی وسائل کو اکٹھا کرتی ہے۔ بسا اوقات شدید مالی بحران کے حالات میں نوٹ چھاپ کر یا اندرونی و بیرونی قرضے حاصل کر کے حکومت اپنی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ مالی وسائل اکٹھا کرنے کے تمام متذکرہ طریقے سرکاری مالیات کہلاتے ہیں۔ لہٰذا حکومت کے مالیات کی وصولی اور خرچ کرنے کے عمل کو مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ زیر نظر باب میں ہم نجی و سرکاری مالیات، حکومت کے محصولات اور اخراجات کی تفصیل، ٹیکس عائد کرنے کے اصول اور ٹیکس کی اقسام کا جائزہ لیں گے۔

4.1 نجی و سرکاری مالیات کا مفہوم (Meaning of Private and Public Finance)

سرکاری مالیات حکومت کی ایسی مالیاتی پالیسی کا نام ہے جس کے تحت حکومت متعدد اقدامات کے ذریعے ٹیکسوں' اخراجات' قرضوں' درآمدی و برآمدی پالیسیوں اور بیرونی امداد وغیرہ کا انتظام کر کے ملکی معاشی سرگرمیوں کا رخ متعین کرتی ہے۔ بالفاظِ دیگر سرکاری مالیات حکومت کی پالیسی ہے جس کا تعلق ان فیصلوں سے ہوتا ہے جن کے تحت ٹیکس اور محصولات عائد کرنے' سرکاری اخراجات عمل میں لانے' سرکاری قرضے حاصل کرنے اور ان کے متعلق کنٹرول یا انتظام کرنے کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

سادہ الفاظ میں حکومت کی سرکاری آمدنی اور اخراجات میں باہمی تنظیم اور انتظام کا نام سرکاری مالیات ہے۔

Public finance is the arrangement and management of public income and expenditures.

نجی مالیات کا تعلق معاشرے میں بسنے والے ہر اس شخص سے ہے جو روزمرہ کی ضروریات اور دیگر مقاصد کے لیے آمدنی اکٹھی کرتا ہے پھر اُسے ضروریات کی اہمیت اور شدتِ ضرورت (Intensity of Need) کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خرچ کرتا ہے۔ لہٰذا سرکاری مالیات کی طرح نجی مالیات میں بھی آمدنی اور اخراجات کے درمیان باہمی تنظیم اور انتظام کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے جس میں ہر شخص اپنے وسائل کے مطابق اخراجات اٹھانے کا بندوبست کرتا ہے۔

Private finance is the arrangement and management of individual income and expenditures.

اگر درج بالا سرکاری اور نجی مالیات کا آپس میں باہمی مقابلہ کیا جائے تو دونوں میں کچھ باتیں مشترک نظر آئیں گی لیکن اختلافی پہلو نمایاں ہوں گے جن کی وضاحت درج ذیل دونوں قسم کے مالیات کی مماثلت اور ان کے درمیان فرق سے واضح ہے۔

(1) سرکاری اور نجی مالیات میں مماثلت

(Similarities between Public and Private Finance)

دونوں قسم کی مالیات میں مماثلت کے نکات درج ذیل ہیں۔

(1) منافع کا محرک (Profit Motive)

حکومت ہو یا عام شہری دونوں کے پاس مالی وسائل ضروریات کے مقابلے میں کم ہوتے ہیں چنانچہ دونوں ایسا لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں جس کی بدولت انہیں کم ذرائع استعمال کر کے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے۔ اس طرح ایک فرد اپنے محدود وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کا خواہاں ہوتا ہے اور حکومت اپنے وسائل کے استعمال کے بل بوتے پر زیادہ معاشرتی فلاح و بہبود حاصل کرنا چاہتی ہے۔

(2) قرضے کی ضرورت (Need of Loan)

دونوں قسم کے مالیات میں عام آدمی اور حکومت کو اپنے اخراجات اور وصولیوں کے مابین توازن برقرار رکھنے کے لیے قرضوں کی ضرورت پڑتی ہے چونکہ عام آدمی کی آمدنی کی وصولی کا طریقہ ہفتہ وار یا ماہانہ ہوتا۔ لیکن اُسے اخراجات مسلسل اور بغیر وقفے سے کرنے پڑتے ہیں اس لیے اُسے قرضہ لینا پڑتا ہے۔ اسی طرح حکومت کو آمدنی کا بڑا حصہ ٹیکسوں سے سال میں ایک دفعہ حاصل ہوتا ہے لیکن اس کے اخراجات سارا سال ہوتے رہتے ہیں اس لیے حکومت بھی اپنے اخراجات پورا کرنے کے لیے قرضہ حاصل کرتی ہے۔

(3) مزید آمدنی کی خواہش (Desire for More Income)

تمام معاشی سرگرمیوں کی بنیاد سرمایہ کاری کے ذریعے زیادہ آمدنی حاصل کرنے پر ہوتی ہے۔ اس لیے کوئی فرد ہو یا حکومت دونوں اپنے محدود ذرائع کو اس طرح خرچ کرتے ہیں کہ انہیں زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ لہٰذا دونوں اپنے پس انداز کئے ہوئے وسائل کو ایسے سرمایہ کاری کے کاموں پر لگاتے ہیں جن سے ان کی آمدنی میں مزید اضافہ ممکن ہو۔

(4) آمدنی اور اخراجات میں توازن (Balance in Income and Expenditures)

نجی مالیات کے تحت ہر فرد کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کی کمائی ہوئی آمدنی اور اخراجات میں توازن برقرار رہے یعنی اس کے اخراجات آمدنی سے تجاوز نہ کر جائیں اور اُسے دوسروں کا مقروض نہ ہونا پڑے۔ اسی طرح حکومت بھی آمدنی اور اخراجات میں توازن برقرار رکھ کر اندرونی و بیرونی قرضے لینے سے بچتی ہے۔

سرکاری مالیات اور نجی مالیات میں فرق

(Difference between Public and Private Finance)

سرکاری مالیات نجی مالیات سے درج ذیل نکات کی بنیاد پر مختلف ہے۔

(1) آمدنی اوراخراجات میں مطابقت (Adjustment of Income and Expenditures)

عام طور پر ہر شخص اپنی آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے اخراجات کرتا ہے تاکہ اس کی آمدنی اور اخراجات میں توازن برقرار رہے اور اس کا ماہانہ بجٹ خسارے کا شکار نہ ہو۔لیکن ملکی سطح پر سرکاری مالیات کا معاملہ نجی مالیات سے کچھ مختلف ہے۔ کیونکہ سرکاری مالیات کے تحت اخراجات اور آمدنی میں توازن حاصل کرنے میں کئی مشکلات حائل ہوتی ہیں۔حکومت اپنا بجٹ تیار کرتے وقت اپنے اخراجات کا تخمینہ پہلے سے طے کرلیتی ہے اور پھر اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹیکس لگا کر آمدنی وصول کرتی ہے۔اس بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکاری مالیات میں پہلے اخراجات اور بعد میں آمدنی کا اندازہ لگایا جاتا ہے جبکہ نجی مالیات میں پہلے آمدنی اور بعد میں اخراجات اٹھائے جاتے ہیں۔

(2) بجٹ کی مدت (Period of Budget)

نجی مالیات میں ہر فرد کے آمدنی اور خرچ کے بجٹ کی میعاد کا انحصار آمدنی حاصل ہونے کے عرصہ پر ہوتا ہے مثلاً عام طور پر لوگوں کو آمدنیاں یومیہ' ہفتہ وار یا ماہوار بنیادوں پر حاصل ہوتی ہیں۔ اس لیے عام آدمی کی آمدنی اور اخراجات کے لیے کسی مخصوص مدت (بجٹ میعاد) کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔اس کے برعکس سرکاری مالیات میں حکومت جو بجٹ تیار کرتی ہے اس کی مدت کا عرصہ ایک سال پر محیط ہوتا ہے۔اس بجٹ میں سرکاری آمدنی اور اخراجات کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ جبکہ عام آدمی کے بجٹ کا نہ تو عرصہ متعین ہوتا ہے اور نہ ہی آمدنی اور اخراجات کا کوئی باقاعدہ حساب کتاب رکھا جاتا ہے۔

(3) مستقبل کی ضروریات (Future Needs)

نجی مالیات میں عموماً لوگ اپنی موجودہ ضروریات پوری کرنے کو ہی ترجیح دیتے ہیں لیکن ان میں سے کچھ لوگ اپنی مستقبل کی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ بچا کر رکھ لیتے ہیں تاکہ اپنی اگلی نسل کی ضروریات کے لیے رہائشی جائیداد' صرفی اثاثے اور زرنقد ان تک پہنچا سکیں۔لہٰذا عام لوگوں کی سرمایہ کاری کا مقصد صرف اور صرف اپنی ذات اور اپنی آنے والی نسل تک محدود ہوتا ہے۔اس کے برعکس حکومت نہ صرف موجودہ نسلوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے سرمایہ فراہم کرتی ہے بلکہ آئندہ کئی سو سالوں تک آنے والی نسلوں تک اپنی سرمایہ کاری کے ثمرات پھیلا دیتی ہے۔لہٰذا عام آدمی اپنی ذات کے لیے خرچ کرتا ہے جبکہ حکومت عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لیے زمانہ حال اور مستقبل میں سرمایہ کاری کرنے کا بیڑا اٹھاتی ہے۔

(4) آمدنی اوراخراجات میں توازن (Balance in Income and Expenditures)

نجی مالیات میں افراد کی کوشش ہوتی ہے کہ ان کے اخراجات آمدنی سے تجاوز نہ کریں بلکہ وہ اپنے اخراجات کو گھٹا کر کچھ نہ کچھ روپیہ پس انداز کریں تاکہ انھیں آمدنی اور اخراجات میں توازن برقرار رکھنے کے لیے قرضہ نہ لینا پڑے۔لہٰذا عام لوگ اپنے اخراجات کو آمدنی کے مطابق کم وبیش کر کے توازن برقرار رکھتے ہیں لیکن سرکاری مالیات میں یہ معاملہ الٹ ہے۔ کیونکہ سرکاری مالیات میں حکومت پہلے اپنے رواں اور مستقبل کے اخراجات کا تخمینہ لگاتی ہے اور پھر ان اخراجات کے حجم کو دیکھتے ہوئے ٹیکس لگا کر آمدنی حاصل کرتی ہیں۔اگر کسی وجہ سے حکومت اپنے ہدف کے مطابق آمدنی حاصل نہ کر سکے تو معیشت خسارے کا شکار ہو جاتی ہے ایسے میں حکومت نئے نوٹ چھاپ کر، نئے ٹیکس عائد کر کے یا بیرونی قرضے حاصل کر کے اپنے خسارے کو پورا کرتی ہے۔اس لیے حکومت اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود آمدنی اور

اخراجات میں توازن برقرار رکھنے میں ناکام رہتی ہے جبکہ نجی مالیات میں افراد کو ایسی کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

(5) مخفی اور اعلانیہ بجٹ (Secret and Open Budget)

نجی مالیات میں عام افراد اپنی آمدنی اور اخراجات کے بارے میں تفصیل بتانے سے گریز کرتے ہیں۔ اسی لیے کسی فرد کی آمدنی اور اخراجات کے بارے میں اعلانیہ معلومات فراہم نہیں کی جاتیں۔ بسا اوقات افراد اپنی آمدنی اور اثاثوں کو مخفی رکھتے ہیں اور لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے تاکہ وہ انکم ٹیکس سے بچ سکیں۔ اس کے برعکس حکومت اپنی سالانہ آمدنی اور اخراجات کی تشہیر باقاعدہ اخبارات، ٹیلی ویژن اور دوسری سرکاری ایجنسیوں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے کرتی ہے تاکہ عوام کو معلوم ہو سکے کہ حکومت آئندہ سال کن مدات پر اخراجات کرے گی اور اس کی آمدنی کے ذرائع کیا ہوں گے۔

(6) آمدنی اور اخراجات میں نمایاں تبدیلیاں
(Prominent Changes in Income and Expenditures)

سرکاری سطح پر آمدنی اور اخراجات میں بڑی بڑی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں کیونکہ حکومت کے اختیارات اور وسائل زیادہ ہوتے ہیں اس لیے وہ آسانی سے نئے ٹیکس لگا کر یا قرضے حاصل کر کے آمدنی اور اخراجات میں نمایاں تبدیلیاں لاسکتی ہے مثلاً جنگ یا دوسری کسی آفت سے نپٹنے کے لیے حکومت اپنی مرضی سے اندرونی یا بیرونی قرضے حاصل کر کے اپنی آمدنی اور اخراجات میں غیر معمولی تبدیلی لاسکتی ہے۔ اس کے برعکس نجی سطح پر غیر معمولی اور بڑی تبدیلی ممکن نہیں ہوتی اور نہ ہی نجی افراد کے پاس اتنے اختیارات اور وسائل موجود ہوتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے آمدنی اور اخراجات میں تبدیلی لے آئیں۔

(7) قرضوں کا حصول (Getting Loans)

حکومت اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اندورنی و بیرونی ذرائع سے قرضے حاصل کر سکتی ہے یعنی حکومت کو روپے کی ضرورت پیش آنے پر اندرونی ذرائع (مثلاً تجارتی بنک، مالیاتی ادارے وغیرہ) اور بیرونی ذرائع (مثلاً بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اور ورلڈ بنک وغیرہ) سے قرضے لیے جاسکتے ہیں۔ لیکن عام انسان صرف بیرونی قرضہ حاصل کر سکتا ہے مثلاً دوستوں، رشتہ داروں اور بنکوں وغیرہ سے۔ عام آدمی اندرونی قرضہ حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ اندرونی قرضے سے مراد انسان کا اپنی ذات سے قرضہ حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا حکومت کو اپنی ضرورت پورا کرنے کے لیے قرضے اکٹھے کرنے میں مشکل پیش نہیں آتی مگر عام آدمی کو اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور مالی اداروں سے قرضہ لینے میں کئی دشواریاں پیش آتی ہیں۔

(8) کرنسی کا اجرا (Issuance of Currency Notes)

اگر کسی فرد کا خرچ اس کی آمدنی سے تجاوز کر جائے تو وہ خسارے کو پورا کرنے کے لیے کرنسی نوٹ نہیں چھاپ سکتا کیونکہ نوٹ چھاپنے کی ذمہ داری صرف اور صرف ملک کے مرکزی بنک کے پاس ہوتی ہے۔ لیکن حکومت ضرورت پڑنے پر مرکزی بنک سے اپنی ضرورت سے زائد کرنسی نوٹ چھپوا سکتی ہے اور بجٹ خسارے کو پورا کر سکتی ہے۔ لہٰذا آمدنی حاصل کرنے کا یہ ذریعہ حکومت کو میسر ہے لیکن عام لوگ اس سے محروم ہیں۔

(9) فاضل بجٹ (Surplus Budget)

عام طور پر ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی کل آمدنی میں سے کچھ نہ کچھ مستقبل کے لیے بچا کر رکھے تا کہ اُسے مستقبل میں آسانیاں میسر آئیں۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ فاضل بجٹ عام آدمی کا خاصہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حکومت کا فاضل بجٹ عوام میں بُرا سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ عوام سمجھتے ہیں کہ حکومت نے اپنی آمدنی بھاری ٹیکس لگا کر فاضل بجٹ پیش کیا ہے اور ان پر ٹیکسوں کا غیر ضروری بوجھ ڈالا گیا۔ اس لیے حکومت ہمیشہ اپنا بجٹ متوازن بنانے کی کوشش کرتی ہے۔

متذکرہ بالا فرق کے علاوہ کچھ اور بھی فرق نمایاں حیثیت رکھتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(i) سرکاری مالیات کے متعلق حکومت کی آمدنی اور اخراجات کے اعداد و شمار باقاعدہ ریکارڈ کر کے آڈٹ کیے جاتے ہیں اور یہ بات یقینی بنائی جاتی ہے کہ سرکاری آمدنی اور اخراجات قواعد و ضوابط کے مطابق ہو رہے ہیں۔ اس کے برعکس نجی آمدنی اور اخراجات کا نہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے اور نہ ہی کوئی ادارہ اس کو آڈٹ کرتا ہے۔

(ii) حکومت کو ناگہانی آفات کی صورت میں بیرونی ممالک سے امدادی رقوم اور تحائف وصول ہوتے رہتے ہیں اور اس کے وسائل میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس کے برعکس عام آدمی کو کبھی بھی ناگہانی آفت یا مشکل میں براہ راست غیر ممالک سے امداد یا تحائف وصول نہیں ہوتے۔

(iii) سرکاری مالیات کا حساب کتاب رکھنے کے لیے باقاعدہ حکومتی ادارے موجود ہوتے ہیں جو ملکی آمدنی اور اخراجات کا ریکارڈ رکھتے ہیں اور حکومت انہیں تنخواہیں وغیرہ دیتی ہے۔ لیکن نجی مالیات کا حساب کتاب رکھنے کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا اس لیے سرکاری مالیات' نجی مالیات سے کافی مختلف ہے۔

4.2 سرکاری وصولیاں (Public Revenues)

حکومت کی آمدنی کا سب سے بڑا اور اہم ذریعہ ٹیکس ہوتے ہیں۔ حکومت اپنی آمدنی دو ذرائع سے حاصل کرتی ہے جو درج ذیل ہیں۔

1۔ محصولاتی آمدنی کے ذرائع۔

2۔ غیر محصولاتی آمدنی کے ذرائع۔

(1) محصولاتی آمدنی کے ذرائع (Sources of Tax Revenues)

محصولات یا ٹیکس سے مراد ایسی لازمی ادائیگی ہوتی ہے جو حکومت کسی ایک شخص کو براہ راست فائدہ پہنچانے کی بجائے پورے معاشرے کو فائدہ پہنچانے کے لیے استعمال کرتی ہے۔ یاد رہے ملک میں بسنے والے جس شہری پر ٹیکس کی ادائیگی واجب قرار دے دی جائے پھر اس سے انکار حکومتی قوانین کی حکم عدولی تصور ہوتی ہے۔ اسی لیے ٹیکس گزار ٹیکس ادا کرنے سے انکار نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی ٹیکس گذار حکومت سے ٹیکس کے عوض کوئی ذاتی سہولت یا فائدہ طلب کر سکتا ہے۔ لہٰذا حکومت ٹیکس کی مد میں موصولہ رقوم کو ملک کے عوام کے وسیع تر مفاد اور فائدے کی خاطر استعمال کرتی ہے۔ محصولاتی آمدنی کے اہم ذرائع درج ذیل ہیں۔

(i) درآمدی و برآمدی محصولات (Import and Export Duties)

ان سے مراد وہ محصولات ہیں جو ملک میں درآمد اور برآمد ہونے والی اشیا پر لگائے جاتے ہیں۔ کسی ملک میں درآمدی و برآمدی اشیا سے حاصل ہونے والی کسٹم کی آمدنی حکومت کے محصولات کا ایک بڑا ذریعہ ہوتی ہے۔ یہ محصولات اشیا کی مالیت کے اعتبار سے اور اشیا کے وزن کے لحاظ سے لگائے جاتے ہیں۔ جن اشیا پر یہ محصولات بلحاظ وزن عائد کئے جاتے ہیں ان میں چائے، تمباکو، دھاگہ، سیمنٹ، سینما، فلم وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کئی اشیا پر حکومت ٹیکس بلحاظ مالیت لگاتی ہے۔ مزید برآں حکومت غیر ضروری اور اشیائے تعیش پر بھاری ٹیکس عائد کرتی ہے۔ لیکن خام مال، صنعتی مشینری، لوہے، بناسپتی گھی، ٹیکسٹائل کی مصنوعات وغیرہ پر کم شرح سے ڈیوٹی عائد کرتی ہے جبکہ کئی روزمرہ کی اشیا کسٹم ڈیوٹی سے مستثنیٰ ہیں ان میں خشک دودھ، بنولہ، دالیں، اناج، سویابین، خام تیل، کپڑے، دوائیں وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ پاکستانی معیشت میں درآمدی و برآمدی محصولات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ کیونکہ حکومت انہی محصولات کی بنیاد پر توازن ادائیگی کی خرابی کو دُور کرتی ہے۔ ملکی صنعتوں کو فروغ دینے کے لیے درآمدی اشیا پر ٹیکس عائد کرتی ہے اور برآمدی اشیا پر ٹیکس کم کر کے ملکی مصنوعات کو بین الاقوامی منڈی میں کامیاب کراتی ہے۔ پاکستان کی معیشت میں درآمدی و برآمدی محصولات سے حاصل ہونے والی آمدنی ہمارے کل محصولات کا نمایاں حصہ ہے۔

(ii) مرکزی ایکسائز ڈیوٹی (Central Excise Duty)

ایکسائز ڈیوٹی پاکستان میں تیار ہونے والی اشیا اور مہیا کی جانے والی خدمات پر عائد کی جاتی ہے۔ ایکسائز ڈیوٹی کا نفاذ بڑی دانش مندی اور احتیاط سے کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے ملکی پیداوار کی حوصلہ شکنی اور صارفین پر بوجھ بڑھنے کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ دوسری طرف حکومت ایسے اقدامات کرتی ہے جس سے ایکسائز ڈیوٹی کا دائرہ کار وسیع ہو اور حکومت کو اس مد سے زیادہ سے زیادہ آمدنی حاصل ہو سکے۔ پاکستان میں ایکسائز ڈیوٹی عام طور پر بلحاظ وزن اور مالیت شے کی قیمت میں شامل کر دی جاتی ہے اس لیے صارفین یہ اشیا خرید کر ٹیکس کی رقم بھی قیمت کا حصہ سمجھ کر ادا کر دیتے ہیں اور بوجھ محسوس نہیں کرتے۔ اس طرح حکومت کو اس مد سے خاطر خواہ آمدنی حاصل ہو جاتی ہے۔

(iii) انکم ٹیکس اور کارپوریٹ ٹیکس (Income Tax and Corporate Tax)

انکم ٹیکس اور کارپوریٹ ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی ملکی وصولیوں کا ایک بڑا حصہ ہوتی ہے۔ حکومت اس مد میں لوگوں کی کمائی ہوئی آمدنیوں پر متزائد شرح (Progressive Rate) سے ٹیکس لگا کر آمدنی حاصل کرتی ہے۔ متزائد شرح ٹیکس کے اصول کے تحت شرح ٹیکس میں اضافہ یا کمی آمدنی میں کمی یا اضافہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ پاکستان میں قابل ٹیکس آمدنی حکومت پاکستان کی مقرر کردہ آمدنی کے خاص معیار سے شروع ہوتی ہے اور اس معیار سے کم آمدنی والے ٹیکس گزار اس سے مستثنیٰ ہوتے ہوں۔ اس طرح حکومت مشترکہ سرمائے کی انجمنوں، کاروباری اداروں پر کارپوریٹ ٹیکس عائد کر کے معقول آمدنی حاصل کرتی ہے۔

(iv) زرعی انکم ٹیکس (Agricultural Income Tax)

ایسے ممالک جہاں زراعت ملکی پیداوار کا بڑا حصہ فراہم کرتی ہے اور جدید زرعی طریقے، استعمال کر کے فی ایکڑ پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ کیا جاتا ہے وہاں زرعی آمدنی قابل ٹیکس ہوتی ہے۔ پاکستان میں تاحال زرعی پیداوار سے حاصل ہونے والی آمدنیوں کو ٹیکس

سے مستثنٰی رکھا گیا ہے۔ کیونکہ پاکستان میں زرعی شعبے کی حالت اچھی نہیں۔ اس لیے حکومت پاکستان نے زرعی شعبے کی ترقی اور پیداوار میں اضافے کے لیے اس شعبے کو ٹیکس سے مستثنٰی رکھا ہے۔

(v) بکری ٹیکس یا سیلز ٹیکس (Sales Tax)

بکری ٹیکس بھی حکومتی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے۔ بکری ٹیکس مخصوص ملکی اشیا کے علاوہ بعض غیر ملکی اشیا پر بھی عائد کیا جاتا ہے۔ اس ٹیکس کا انتظام انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کے سپرد ہے۔ بکری ٹیکس اشیا پیدا کرنے والے تاجروں یا پھر ان اشیا کے خریداروں سے شے کی قیمت میں شامل کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔

(vi) دیگر محصولات (Miscellaneous Taxes)

حکومت پاکستان مذکورہ بالا ٹیکسوں کے علاوہ بھی اپنی محصولاتی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لیے درج ذیل اشیا پر ٹیکس عائد کرتی ہے۔

(الف) دولت ٹیکس: اس ٹیکس کی صورت میں انسان کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد پر ایک خاص معیار یا حد کے بعد ٹیکس واجب الادا بن جاتا ہے۔ اس قسم کا ٹیکس عام طور پر زمینوں کی مالیت پر عائد ہوتا ہے۔

(ب) تحفہ ٹیکس: تحفہ ٹیکس کی صورت میں 35 ہزار روپے کی مالیت تک یہ ٹیکس معاف ہے لیکن اس سے زیادہ مالیت کے تحائف پر ٹیکس عائد ہوتا ہے۔

(ج) وراثت ٹیکس (اسٹیٹ ڈیوٹی): اس ٹیکس کے زمرے میں ٹیکس مرنے والے لوگوں کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد پر ایک خاص شرح سے لگایا جاتا ہے۔ حکومت درج بالا دیگر محصولات کی تمام اقسام پر متزائد ٹیکس عائد کرتی ہے۔

(2) غیر محصولاتی آمدنی کے ذرائع (Sources of Non-Tax Revenues)

غیر محصولاتی آمدنی کے اہم ذرائع درج ذیل ہیں۔

(i) فیس (Fee)

یہ حکومت کے غیر محصولاتی آمدنی کے ذرائع ہیں۔ اس میں سرکاری فیس اہم حیثیت رکھتی ہے۔ یہ فیس عوام حکومت کو بعض سرکاری سہولیات کے عوض ادا کرتی ہے مثلاً اسلحہ کی لائسنس فیس، کورٹ فیس، ڈرائیونگ لائسنس وغیرہ سے حکومت کو فیسوں کی شکل میں یہ ادائیگی ہوتی ہے۔

(ii) قیمت (Price)

حکومت بعض اشیا نجی شعبے میں دینے کی بجائے خود پیدا کر کے فروخت کرتی ہے۔ ان اشیا میں گھی کارپوریشن آف پاکستان کا تیار کردہ گھی اور سٹیل مل کی مصنوعات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت پوسٹ آفس کی خدمات مثلاً پوسٹ کارڈ، ٹکٹیں، لفافے، منی آرڈر کی سہولیات وغیرہ اور دیگر خدمات مثلاً واپڈا کی بجلی، ریلوے کی سفر کی سہولتیں، ٹیلی فون و تار کی سہولتیں فراہم کر کے ان خدمات کے عوض قیمت وصول کرتی ہے۔ اس طرح قیمت کی مد سے حاصل ہونے والی آمدنی حکومتی وصولیوں میں نمایاں حصہ رکھتی ہے۔

(iii) سود کی وصولیاں (Interest Revenues)

مرکزی حکومت، صوبائی حکومتوں، میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کو دیئے گئے قرضوں پر سود وصول کرتی ہے۔ سود کی وصولیاں

غیر محصولاتی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔

(iv) خصوصی تشخیص (Special Assessment)

حکومت بعض علاقوں میں خصوصی ترقیاتی منصوبوں پر اخراجات کرتی ہے مثلاً سڑکیں، بجلی سپلائی، ہسپتال، اجناس کی منڈیاں وغیرہ ان ترقیاتی کاموں کی وجہ سے لوگوں کے اثاثوں کی قیمتیں کئی گنا ہو جاتی ہیں اور حکومت ایسے علاقوں کی پراپرٹی کی اضافی مالیت کا ایک خاص حصہ بطور خصوصی تشخیص کے ذریعے وصول کرتی ہے۔

(v) سرکاری جائیدادیں (State Property)

حکومت کو اپنی جائیداد سے بھی معقول آمدنی حاصل ہوتی ہے مثلاً حکومت جنگلات کو ٹھیکے پر دے کر، کانیں پٹے پر رکھ کر اور سرکاری زمینوں پر کاشتکاری کروا کر آمدنی حاصل کرتی ہے۔ اسی طرح حکومت کاروبار بھی کرتی ہے۔ حکومت بذاتِ خود سرمایہ کاری میں پیسہ لگاتی ہے جس سے حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

(vi) دیگر وصولیاں (Miscellaneous Revenues)

حکومت کو غیر محصولاتی ذرائع سے درج ذیل متفرق وصولیاں بھی حاصل ہوتی ہیں۔

(الف) حکومت لوگوں کو پارکوں، سیر گاہوں، چڑیا گھروں وغیرہ کی تفریحاتی جگہیں فراہم کر کے قیمت وصول کرتی ہے۔

(ب) حکومت، سول انتظامیہ فیس اور جرمانے بھی وصول کرتی ہے۔ جرمانے ان لوگوں سے وصول کئے جاتے ہیں جو قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں مثلاً ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی وغیرہ۔

(ج) دیگر ٹیکسوں میں سرچارج ٹیکس بھی حکومت کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے۔

4.3 ٹیکس عائد کرنے کے اصول (Cannons of Taxation)

ٹیکس ایک ایسی لازمی ادائیگی ہوتی ہے جو حکومت کو ان خدمات کے صلے میں دی جاتی ہے جو وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے سرانجام دیتی ہے۔ ٹیکس گذار ٹیکس دینے کے عوض حکومت سے کوئی ذاتی مراعات یا براہ راست فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ حکومت لوگوں سے حاصل کی جانے والی رقوم کو عوام کی بہتری اور فائدے کے لیے استعمال کرتی ہے جس سے عوام کا معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔ چونکہ ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی ہے۔ اس لیے معیشت دانوں نے ٹیکس گذاروں سے ٹیکس لینے کے کچھ سنہری اصول متعین کئے ہیں جن کی بدولت نہ صرف ملک میں جمہوری قدروں کو تقویت ملتی ہے بلکہ ملک کا مجموعی ٹیکسوں کا نظام بھی مستحکم ہوتا ہے۔ ملک میں مضبوط اور مستحکم ٹیکسوں کے نظام کے فروغ کے لیے معیشت دانوں نے درج ذیل اصول بیان کئے ہیں جن میں سے پہلے چار اصول آدم سمتھ نے تجویز کئے ہیں۔

(1) اصول مساوات (Cannon of Equality)

آدم سمتھ کے نزدیک ٹیکس عائد کرتے وقت اگر حکومتیں اصول مساوات کو مدِنظر رکھتے ہوئے عوام پر ٹیکس لاگو کریں تو لوگ آسانی

سے ٹیکس ادا کر سکیں گے اور ملکی خزانے میں اضافہ ہوگا۔ اس اصول کے مطابق ہر شہری اپنی مالی حیثیت کے مطابق ٹیکس ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے یعنی زیادہ آمدنی والے حضرات زیادہ ٹیکس اور کم آمدنی والے کم ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ اصول مساوات کے تحت مساوی ٹیکس سے مراد یہ نہیں کہ سب افراد کو ایک جتنا ٹیکس ادا کرنا ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد متزائد شرح ٹیکس ہے جس میں ٹیکس کی شرح آمدنی میں تبدیلی کے ساتھ کم و بیش ہوتی ہے۔ یعنی آمدنی بڑھنے کے ساتھ لوگ زیادہ شرح سے ٹیکس ادا کرتے ہیں اور آمدنی میں کمی کے ساتھ ٹیکس کی شرح بھی کم ہوجاتی ہے۔ اس طرح یہ اصول عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور حکومت کی آمدنی کا ذریعہ بنتا ہے۔ عام طور پر دور حاضر کی حکومتیں انکم اور پراپرٹی پر متزائد شرح سے ٹیکس عائد کرتی ہیں۔

(2) اصولِ تیقن (Cannon of Certainity)

آدم سمتھ کے مطابق یہ اصول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ٹیکس گذار یا ٹیکس ادا کرنے والے کو یقین ہونا چاہیے کہ اسے کتنا ٹیکس، کب اور کہاں ادا کرنا ہے۔ نیز ٹیکس ادا کرنے کے کیا متبادل طریقے ہوں گے اگر ٹیکس ادا کرنے کا نظام اس اصول سے متصادم ہوگا تو ٹیکس کی وصولی بھی غیر یقینی ہوجائے گی۔ کیونکہ ٹیکس گذاروں کو ٹیکس کی ادائیگی کا وقت، طریقہ اور مقدار معلوم نہ ہوگی اور وہ محکمہ ٹیکس کے اہلکاروں کے رحم و کرم پر ہوں گے جو ٹیکس گذاروں کو مختلف طریقوں سے ڈرا دھمکا کر رشوت طلب کر سکتے ہیں۔ اصول تیقن کے اطلاق سے حکومت کو بھی ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کا صحیح اندازہ ہوگا وگرنہ سرکاری ملازمین کو ٹیکسوں کے لین دین میں من مانی کارروائیاں کرنے اور رشوت میں ملوث ہونے کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس لیے اگر ٹیکسوں کا نظام اصول تیقن پر پورا اترتا ہو تو ٹیکس گزاروں کو ادائیگی میں اور حکومت کو وصولی میں آسانیاں ہوتی ہیں۔

(3) اصولِ سہولت (Cannon of Convenience)

آدم سمتھ کے خیال میں ٹیکس گذاروں پر ٹیکس اس وقت لاگو کیا جانا چاہیے یا ایسے طریقے سے عائد کیا جانا چاہیے کہ ٹیکس ادا کرنے والوں کو ٹیکس کی رقم ادا کرنے میں مشکل نہ ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ٹیکس کی رقم یکمشت وصول کرنے کی بجائے آسان اقساط میں وصول کی جائے۔ ٹیکس گزاروں کو ٹیکس جمع کرانے کے لیے بار بار دفتر کے چکر نہ لگانے پڑیں۔ سہولت کی خاطر ملازمین کی تنخواہوں سے ٹیکس کی رقم ماہوار وصول کر لی جائے۔ کاشتکاروں سے ٹیکس (مالیہ) اس وقت وصول کیا جائے جب فصل پک کر تیار ہوجائے۔ ٹیکس جمع کروانے کے لیے لوگوں کو نزدیک ترین جگہوں پر دفتری سہولیات فراہم کر کے وقت کی بچت اور دیگر مسائل سے چھٹکارا دلایا جائے۔ اس طرح نہ صرف لوگوں کو ٹیکس ادا کرنے میں آسانی ہوتی ہے بلکہ حکومت کے خزانے میں بھی زیادہ رقوم جمع ہوتی ہیں۔

(4) اصولِ کفایت (Cannon of Economy)

اصول کفایت سے مراد ٹیکس اکٹھا کرنے پر کم سے کم اخراجات اٹھانا ہے تاکہ ٹیکس کی مد میں وصول کردہ رقوم زیادہ سے زیادہ قومی خزانے میں جمع ہوسکیں۔ آدم سمتھ کے خیال میں ٹیکس کا نظام ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ ٹیکس اکٹھا کرنے والے عملے پر اٹھنے والے اخراجات اتنے زیادہ ہوں کہ ٹیکس سے وصول ہونے والی رقم زیادہ تر ان کی تنخواہوں پر صرف ہوجائے اور سرکاری خزانے میں بہت کم جمع ہو۔ اصول کفایت کے لیے ضروری ہے کہ ٹیکس کی شرح اتنی زیادہ نہ ہو کہ لوگوں میں کام کرنے کا جذبہ ٹھنڈا پڑ جائے اور وہ بچت کرنے کے قابل نہ رہیں اور

ٹیکسوں کا انتظام غیر موثر ہو کر رہ جائے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ٹیکس عائد کرتے وقت بھاری ٹیکسوں سے اجتناب کیا جائے تا کہ لوگوں کی بچتوں میں اضافہ اور سرمایہ کاری کا عمل جاری رہے۔

ٹیکس عائد کرنے کے دیگر اصول (Other Cannons of Taxation)

ٹیکس عائد کرنے کے درج ذیل اصول ماہرین معاشیات نے وضع کر کے ٹیکسوں کے نظام کو مزید بہتر بنانے کے لیے رہنمائی کی ہے۔

(5) اصولِ پیداواری (Cannon of Productivity)

اس اصول کے مطابق ملک میں ٹیکسوں کا نظام ایسا ہونا چاہیے کہ حکومت کو تمام ترقیاتی وغیر ترقیاتی اخراجات پورے کرنے کے لیے اتنی رقم حسب ضرورت مہیا ہو سکے کہ وہ متوازن بجٹ بنا سکیں۔ دوسری طرف ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی ضرورت سے زیادہ بھی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ ایسے میں اکثر حکومت ضرورت سے زیادہ ٹیکس لگا کر لوگوں پر ٹیکسوں کا بوجھ منتقل کر دیتی ہے۔ جس سے لوگوں کی بچتوں میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور سرمایہ کاری کا عمل رک جاتا ہے۔ اشیا مہنگی ہو جاتی ہیں۔ پیداوار کا معیار گر جاتا ہے۔ ایسی صورت حال سے نکلنے کے لیے حکومت کو اپنے پیداواری یونٹوں کی صلاحیت کو بڑھانے کے لیے قرضے حاصل کرنے پڑتے ہیں۔ قرضوں کے بوجھ سے افراطِ زر کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے اور معیار زندگی گر جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حکومت کو اصول پیداواری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اتنے ہی ٹیکس لگانے چاہئیں جس سے ملک میں سرمایہ کاری اور پیداواری عمل رکنے نہ پائے۔

(6) اصولِ لچکداری (Cannon of Elasticity)

ملک میں ٹیکسوں کا نظام اتنا لچکدار ہونا چاہیے کہ اگر حکومت کو زیادہ مالی وسائل کی ضرورت پڑ جائے تو وہ ٹیکس بڑھا کر سرکاری آمدنی میں اضافہ کر سکے اور لوگوں پر اس ٹیکس کا زیادہ بوجھ بھی نہ پڑے۔ اس کے برعکس اگر حکومت کی مالی ضروریات گھٹ جائیں تو حکومت ٹیکس کی شرح کم کر کے سرکاری آمدنی میں کمی لا سکے۔ لہٰذا اصول لچکداری آمدنی اور شرح ٹیکس میں براہ راست رشتہ قائم کرتا ہے یعنی اگر آمدنی میں اضافہ ہو تو ٹیکس کی شرح میں بھی اضافہ ہو جائے اور آمدنی میں کمی کے ساتھ ٹیکس کی شرح بھی کم ہو جائے اس طرح نہ تو معیشت کے ترقیاتی منصوبوں پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور نہ ہی لوگوں پر ان ٹیکسوں کا بوجھ پڑتا ہے۔

(7) اصولِ سادگی (Cannon of Simplicity)

اچھے نظام ٹیکس کے لیے ضروری ہے کہ ٹیکسوں کا نظام آسان، سادہ اور عام فہم ہو تا کہ عام آدمی کو اندازہ ہو سکے کہ اس نے کتنی آمدنی پر کتنا ٹیکس ادا کرنا ہے اور کس طرح ٹیکس سے متعلق معلومات کو ٹیکس ریونیو کی طرف سے ارسال کردہ فارم میں درج کرنا ہے۔ اگر ٹیکس کا نظام پیچیدہ، ناقابل فہم اور ضروری معلومات ٹیکس فارم میں درج کرنے میں مشکلات پیش آئیں تو ٹیکس دہندہ کو کئی دشواریوں اور پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ ٹیکس جمع کرانے سے کتراتے ہیں جس سے ملک میں رشوت ستانی فروغ پاتی ہے اور سرکاری ٹیکس خرد برد ہونے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے اچھے نظام ٹیکس کے لیے ضروری ہے کہ ٹیکس ادا کرنے کا طریقہ کار سادہ ہو اور ٹیکس گذاروں کو کوئی مشکل پیش نہ آئے اور اس سے حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہو۔

(8) اصولِ تنوع (Cannon of Diversity)

اصولِ تنوع اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ ملک میں ٹیکسوں کا نظام ایسا ہونا چاہیے کہ ٹیکس کا سارا بوجھ معیشت کے کسی ایک شعبے پر نہ پڑے بلکہ معیشت کے دیگر شعبوں پر بھی ٹیکسوں کا اطلاق برابری کی سطح پر ہو۔ گویا اس اصول کے مطابق حکومت کو ایک ہی قسم کے ٹیکس عائد نہیں کرنے چاہیے بلکہ مختلف قسم کے ٹیکس عائد کرنے چاہئیں تا کہ ملک کے تمام شہری اپنی اپنی مالی حیثیت کے مطابق سرکاری خزانے میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ اس طرح اگر حکومت مختلف قسم کے ٹیکس لاگو کرے تو کسی ایک ٹیکس سے آمدنی کم ہونے کے باوجود حکومت دیگر ٹیکسوں سے خاطر خواہ آمدنی حاصل کر کے اپنے اخراجات پوری کر لیتی ہے۔

4.4 ٹیکسوں کی اقسام (Kinds of Taxes)

بنیادی طور پر ٹیکسوں کی دو اقسام ہیں۔

(1) براہ راست یا بلاواسطہ ٹیکس (Direct Tax)

(2) بالواسطہ ٹیکس (Indirect Tax)

(1) براہ راست یا بلاواسطہ ٹیکس (Direct Tax)

یہ ٹیکس جس شخص پر لگے وہی اُس کو ادا کرتا ہے۔ یعنی اس ٹیکس کا نفاذ اور بوجھ ایک ہی شخص پر واقع ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر انکم ٹیکس، دولت ٹیکس اور تحفہ ٹیکس وغیرہ براہ راست ٹیکس کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں۔ ایسے ٹیکسوں کا نفاذ اور بوجھ براہ راست ان ٹیکسوں کو ادا کرنے والے اشخاص پر پڑتا ہے۔ اس لیے یہ ٹیکس جس شخص پر لاگو ہوتا ہے وہ اس کے بوجھ کو کسی دوسرے شخص کے کندھوں پر منتقل نہیں کر سکتا۔ یعنی وہ اپنا ٹیکس کسی دوسرے شخص کو ادا کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا بلکہ اسے بذاتِ خود ہی ٹیکس کی رقم ادا کرنا پڑتی ہے۔

(2) بالواسطہ ٹیکس (Indirect Tax)

یہ وہ ٹیکس ہے جسے کسی واسطے کے ذریعے وصول کیا جاتا ہے اور اس کا بوجھ (بار) دوسروں پر منتقل کیا جا سکتا ہے یعنی جس شخص پر اس ٹیکس کا نفاذ ہوتا ہے وہ اسے کسی دوسرے شخص پر منتقل کر دیتا ہے مثلاً درآمدی کسٹم ڈیوٹی، ایکسائز ڈیوٹی، بکری ٹیکس وغیرہ کا نفاذ تو آجرین اور تاجروں پر ہوتا ہے لیکن وہ ان ٹیکسوں کو اشیا کی قیمتوں میں شامل کر کے صارفین پر منتقل کر دیتے ہیں اور بالآخر ان ٹیکسوں کا بوجھ صارفین کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

براہ راست ٹیکسوں کے فائدے (Advantages of Direct Taxes)

براہ راست ٹیکسوں کے فائدے درج ذیل ہوتے ہیں۔

(i) براہ راست ٹیکس متزائد ٹیکس ہوتے ہیں اس لیے یہ اصول مساوات کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں یعنی ہر شخص سے اس کی مالی حیثیت کے مطابق ٹیکس لیا جاتا ہے۔

(ii) براہ راست ٹیکس کفایت شعاری کے اصول پر بھی پورا اترتے ہیں، کیونکہ ان ٹیکسوں کو اکٹھا کرنے پر حکومت کو بہت کم اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

(iii) براہ راست ٹیکسوں سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ یقینی ہوتی ہے اس لیے حکومت ان ٹیکسوں کی آمدنی کا پیشگی تخمینہ لگا لیتی ہے اور انھیں مناسب ترقیاتی کاموں پر خرچ کرتی ہے۔

(iv) براہ راست ٹیکسوں کا نفاذ اصول لچکداری کو تقویت بخشا ہے کیونکہ حکومت ضرورت پڑنے پر جب چاہیے اپنی مرضی سے نئے ٹیکس لگا کر اپنی آمدنی بڑھا سکتی ہے اور سرمایہ کاری کے عمل کو رواں دواں رکھتی ہے۔

(v) براہ راست ٹیکس ادا کرنے والے احساس شہریت کا مزا لیتے ہیں اور اپنے وجود کو ملک پر بوجھ نہیں سمجھتے اور ذمہ داری سے اپنے ٹیکس ادا کر کے سرکاری خزانے میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔

(vi) اس قسم کے ٹیکس قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ افراط زر کے حالات میں ان ٹیکسوں کی شرح میں اضافہ کر کے لوگوں کی قوت خرید کو کم کیا جاتا ہے اور بُرے حالات میں شرح کم کر کے سرمایہ کاری کو فروغ دیا جاتا ہے۔

(vii) یہ ٹیکس اصول پیداواری کو بھی پورا کرتے ہیں کیونکہ ایسے ٹیکسوں کو اکٹھا کر کے ملک میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے اور ملکی پیداواری شعبوں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

براہ راست ٹیکسوں کے نقصانات (Disadvantages of Direct Taxes)

براہ راست ٹیکسوں کی خامیاں درج ذیل ہوتی ہیں۔

(i) براہ راست ٹیکسوں کی مد میں ادا کی جانے والی ادائیگیاں ٹیکس گزاروں کو ناگوار لگتی ہیں کیونکہ وہ ان ٹیکسوں کی ادائیگی کے سبب اپنی آمدنی کے ایک خاص حصہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔

(ii) براہ راست ٹیکس دہندگان چونکہ ان ٹیکسوں کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتے ہیں اس لیے ان ٹیکسوں سے بچنے کے لیے حیلے بہانے اور جان چھڑانے کے لیے رشوت جیسی لعنت میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اس سے سرکاری خزانے میں زیادہ رقوم جمع نہیں ہوتیں اور ٹیکس وصول کنندہ اہلکاروں کی جیبوں میں چلی جاتی ہیں۔

(iii) براہ راست ٹیکس کی مد میں جمع کروائی جانے والی رقوم کی مقدار کا انحصار لوگوں کی دیانت داری پر منحصر ہوتا ہے۔ اکثر لوگ اپنی صحیح آمدنی ظاہر نہیں کرتے اور سرکاری خزانے میں زیادہ ٹیکس جمع نہیں ہوتا۔

(iv) براہ راست ٹیکسوں کی ادائیگی سے لوگوں کی آمدنی میں کمی واقع ہو جاتی ہے جس سے مجموعی بچتوں میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور ملک میں سرمایہ کاری کا عمل رُک جاتا ہے۔

(v) یہ ٹیکس سال کے اختتام پر یکمشت جمع کروانے پڑتے ہیں اس لیے ٹیکس گذاروں کو ان کی ادائیگی میں مشکلات پیش آتی ہیں اور وہ ٹیکس جمع کروانے سے بچنے کے لیے محکمہ ٹیکس کے عملے سے ساز باز کر کے ٹیکس کی رقم بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں بددیانتی کی فضا پروان چڑھتی ہے۔

بالواسطہ ٹیکسوں کے فائدے (Advantages of Indirect Taxes)

بالواسطہ ٹیکسوں کے درج ذیل فائدے ہوتے ہیں۔

(i) بالواسطہ ٹیکس اشیا کی قیمتوں میں شامل ہوتے ہیں اس لیے ٹیکس دہندوں کو ان کا مزید بوجھ محسوس نہیں ہوتا اور وہ کسی خاص ناگواری یا ناراضگی کا اظہار بھی نہیں کرتے۔

(ii) حکومت کو ایسے ٹیکسوں سے وصولی یقینی ہوتی ہے۔ کیونکہ جب صارفین اشیا خریدتے ہیں تو وہ قیمت کے ساتھ ہی یہ ٹیکس بھی ادا کر دیتے ہیں۔ اس لیے ان ٹیکسوں سے بچنا مشکل ہے۔

(iii) بالواسطہ ٹیکس کی ادائیگی کے لیے ٹیکس گذاروں کو دفتری کاروائیوں یا محکمہ کے عملہ سے واسطہ نہیں پڑتا اس لیے وہ کئی پیچیدگیوں سے بچ جاتے ہیں اور سرکاری خزانے میں ٹیکس کی رقوم خود بخود منتقل ہوتی رہتی ہیں۔

(iv) یہ ٹیکس اصول مساوات کی شرط پر پورے اترتے ہیں کیونکہ حکومت اشیائے صارفین پر کم شرح سے ٹیکس عائد کرتی ہے جبکہ اشیائے تعیشات پر بھاری شرح سے ٹیکس عائد کیے جاتے ہیں۔

(v) بالواسطہ ٹیکسوں کا بوجھ معاشرے میں رہنے والے تمام افراد پر پڑ جاتا ہے۔ اس لیے کوئی خاص طبقہ یا شخص ان سے براہ راست متاثر نہیں ہوتا۔

(vi) حکومت مضر اشیا مثلاً افیون، سگریٹ وغیرہ کا استعمال روکنے کے لیے بھاری مقدار میں بالواسطہ ٹیکس عائد کر کے ان کے استعمال کو کم کر لیتی ہے۔

(vii) بالواسطہ ٹیکس مالیاتی پالیسی کی کامیابی میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تفریط زر یا کساد بازاری کے حالات میں لوگوں کی قوت خرید بڑھانے کے لیے حکومت ان ٹیکسوں کی شرح کم کر دیتی ہے اور افراط زر کے حالات میں زر کی مقدار کو کم کرنے کے لیے شرح ٹیکس بڑھا دیتی ہے۔

بالواسطہ ٹیکسوں کے نقصانات (Disadvantages of Indirect Taxes)

بالواسطہ ٹیکسوں کے نقصانات درج ذیل ہوتے ہیں۔

(i) چونکہ یہ ٹیکس تمام اشیا پر ایک ہی شرح سے لگائے جاتے ہیں اس لیے ضرورت کی صرفی اشیا زیادہ تر ملک کے غریب عوام خریدتے ہیں اس لیے ان ٹیکسوں کا زیادہ بوجھ بھی انہیں پر پڑتا ہے اور عوام اس ناانصافی کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں جو بعد میں امن و امان برقرار رکھنے میں مشکلات کا باعث بنتی ہے۔

(ii) آجرین بالواسطہ ٹیکسوں کی مخفی نوعیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے منافع کو بڑھانے کی غرض سے ان ٹیکسوں کو آئے دن اشیا کی قیمتوں میں شامل کرتے رہتے ہیں جس سے عام آدمی کی زندگی پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس طرح غریبوں کا استحصال آجرین کا معمول بن جاتا ہے۔

(iii) یہ ٹیکس اصول تیقن کے منافی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ٹیکس دہندگان کو اس بات کا اندازہ نہیں ہوتا کہ کتنا اور کب ٹیکس اشیا کی قیمتوں میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس طرح عوام بے یقینی اور اضطراب کی کیفیت میں رہتے ہیں۔

(iv) بالواسطہ ٹیکس لوگوں میں احساس شہریت پیدا نہیں کرتے۔

(v) . چونکہ یہ ٹیکس اشیا کی قیمتوں میں شامل ہوتے ہیں اس لیے جب حکومت اپنی آمدنی بڑھانے کے لیے ان ٹیکسوں کی شرح میں اضافہ کرتی ہے تو ساتھ ہی اشیا کی قیمتیں بھی بڑھ جاتی ہیں اور ملک میں افراطِ زر کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

4.5 پاکستان کے سرکاری نظام محصولات کا تجزیہ
(Analysis of Public Tax Revenues in Pakistan)

پاکستان کے محصولاتی نظام کی چیدہ چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں جن کی بنا پر پاکستان کے سرکاری نظام محصولات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

(1) محصولاتی آمدنی کا تناسب (Ratio of Tax Revenue)

ہر ملک کی طرح حکومتِ پاکستان بھی اپنی آمدنی محصولاتی اور غیر محصولاتی ذرائع سے حاصل کرتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان کی مرکزی حکومت اپنی آمدنی کا 75.32 فیصد سے زائد ٹیکسوں سے اور باقی ماندہ 24.68 فیصد دیگر ذرائع سے اکٹھا کرتی ہے۔ جبکہ صوبائی حکومتیں اپنی آمدنی کا تقریباً 50 فیصد سے زائد حصہ ٹیکسوں سے حاصل کرتی ہیں۔ کیونکہ سرکاری محصولات میں دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی کا حصہ بہت کم ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ملکی کاروباری شعبوں کو ترقی دی جائے۔ قدرتی وسائل مثلاً معدنیات، تیل، ایندھن، کوئلے، سوئی گیس، نمک وغیرہ کو استعمال کر کے سرمایہ کاری کے عمل کو تیز کیا جائے تاکہ سرکاری اخراجات میں محصولاتی ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی پر انحصار کم ہو سکے اور معیشت کے تمام شعبوں کو متوازن ترقی کے مواقع فراہم کئے جا سکیں۔

(2) بالواسطہ ٹیکسوں کا تناسب (Ratio of Indirect Taxes)

پاکستان میں براہِ راست (بلاواسطہ) ٹیکسوں کے مقابلے میں بالواسطہ ٹیکسوں کی بھرمار اور کثرت ہے۔ سرکاری آمدنی میں محصولاتی ٹیکس کی مد سے حکومت بالواسطہ ٹیکس سے 68 فی صد اور بلاواسطہ ٹیکس سے 32 فی صد حاصل کرتی ہے۔ پاکستان میں بلاواسطہ ٹیکسوں کے مقابلے میں بالواسطہ ٹیکس زیادہ وصول کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے عام صارفین پر زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔ چونکہ بالواسطہ ٹیکس اشیا کی قیمتوں میں شامل ہوتے ہیں اس لیے بالواسطہ ٹیکس نہ صرف قیمتوں کے نظام کو درہم برہم کرتے ہیں بلکہ افراطِ زر کا باعث بھی بنتے ہیں۔ ان کا براہ راست بوجھ عام صارفین پر پڑتا ہے اور خوشحال طبقہ ان ٹیکسوں سے زیادہ متاثر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کے محصولاتی نظام کو اصول مساوات کے تقاضوں کے مطابق ترویج دیا جائے۔

(3) قومی آمدنی میں محصولات کا تناسب (Ratio of Taxes in National Income)

پاکستان میں سرکاری محصولات خام ملکی پیداوار (Gross Domestic Product) کا صرف 16 فی صد مہیا کرتے ہیں جو کہ ایک ترقی پذیر ملک کے لیے ناکافی اور انتہائی کم ہے۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں حکومتیں محصولاتی نظام کے ذریعے بچت اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ پیداواری صلاحیت کو بڑھا کر قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کو کنٹرول کرتی ہیں اور آمدنی کی مساویانہ تقسیم موثر بناتی ہیں۔ اس بحث کی روشنی میں اگر پاکستان کو پرکھا جائے تو یقیناً حکومت پاکستان کا محصولاتی نظام معیشت کے شعبوں کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں ناکام رہا ہے۔ لہٰذا دورِ حاضر کی یہ ضرورت ہے کہ حکومتِ پاکستان دولت مند طبقہ سے براہ راست ٹیکس وصول کر کے عوام کی فلاح و بہبود اور معاشی سہولتوں کی فراہمی پر خرچ کرے تاکہ دولت کی مساویانہ تقسیم کے ساتھ ملک سے غربت اور افلاس کا بھی

خاتمہ ہو جائے اور ملک کا محصولاتی نظام زیادہ فعال خطوط پر استوار ہو جائے۔

(4) ٹیکس چوری (Tax Evasion)

پاکستان کے نظامِ محصولات میں ٹیکس چوری ہونا اور لوگوں کا حیلے بہانے بنا کر بچ نکلنا بڑی معمولی بات ہے۔ اس وقت پاکستان میں 191.71 ملین عوام میں سے تقریباً 28 لاکھ افراد ٹیکس دہندہ ہیں اور باقی ٹیکس دہندگان اپنی صحیح آمدنی ظاہر نہیں کرتے بلکہ محکمہ ٹیکس کے عملے سے مل کر کم آمدنی ظاہر کر کے بچ نکلتے ہیں اور معاشرے میں رشوت ستانی کی عادات فروغ پاتی ہیں۔ جس سے سرکاری خزانے کو بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ حکومت کی آمدنی کم ہو جاتی ہے اور اسے کھربوں روپوں کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا ان حالات میں پاکستان کے نظام محصولات کی از سر نو اصلاح ضروری امر ہے۔

(5) غیر موثر نظام (Ineffective System)

پاکستان میں ٹیکسوں کا نظام غیر موثر، غیر منصفانہ اور ناقص اقدار پر قائم ہے۔ لوگ ٹیکسوں سے بچنے کے لیے جھوٹ اور بددیانتی سے کام لیتے ہیں ملک میں امیر اور غریب کا واضح فرق بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ جن لوگوں پر براہ راست ٹیکس عائد کیا جاتا ہے وہ مختلف طریقوں سے یا محکمہ ٹیکس کے عملے سے ساز باز کر کے رشوت کے سہارے ٹیکس سے بچ جاتے ہیں اور پھر حکومت اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے بالواسطہ ٹیکسوں کا سہارا لیتی ہے۔ بالواسطہ ٹیکسوں میں اضافہ سے غریب آدمی پر بوجھ بڑھ جاتا ہے اور معاشرہ عدم توازن کا شکار بن جاتا ہے جرم اور افراتفری کی فضا پروان چڑھتی ہے۔

(6) ٹیکسوں کا تنزیلی نظام (Regressive Tax System)

پاکستان میں براہ راست ٹیکسوں کی وصولی متزائد (Progressive) ٹیکس کے نظام کے تحت کی جاتی ہے جو اصول مساوات کے تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ یعنی پاکستان میں انکم ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس براہ راست نوعیت کے ہیں۔ جس میں شرح ٹیکس پر آمدنی بڑھنے کے ساتھ بڑھ جاتی ہے اور آمدنی کم ہونے پر کم ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس بالواسطہ (Indirect) ٹیکسوں کا نظام اصول مساوات کے منافی ہے۔ یہ ٹیکس تنزیلی نوعیت کے ہوتے ہیں اور اشیا کی قیمتوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اس لیے جب امیر اور غریب لوگ ان اشیا کو خریدتے ہیں تو ان کا بوجھ امیر لوگ کم برداشت کرتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کے بالواسطہ ٹیکس کی بھی نئے سرے سے اصلاح کی جائے۔

(7) اصول سادگی اور لچکداری (Cannon of Simplicity and Elasticity)

پاکستان میں ٹیکس گذار اپنی قابل ٹیکس آمدنی کا تخمینہ لگا کر خود ہی واجب الادا ٹیکس کی ادائیگی کر دیتا ہے اور اسے کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اسی طرح حکومت پاکستان مختلف طبقات کے ٹیکس ادا کرنے کی صلاحیت میں کمی یا بیشی کے ساتھ شرح ٹیکس میں بھی ردوبدل کرتی رہتی ہے اس طرح اصول سادگی اور لچکداری ملک کے محصولاتی نظام کو تقویت بخشتے ہیں۔

(8) اصول پیداواری (Cannon of Productivity)

حکومت بچتوں کی حوصلہ افزائی اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے تاجروں اور عوام کو ٹیکس میں رعایت یا چھوٹ دیتی ہے اور

اشیائے تعیشات کی حوصلہ شکنی کے لیے ان پر بھاری ٹیکس عائد کر دیتی ہے۔ اس طرح ملک میں نظام محصولات اصول پیداواری کے مطابق عمل میں لایا جاتا ہے۔

مشقی سوالات

سوال 1: نیچے دیے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ حکومت کی سرکاری آمدنی اور اخراجات میں باہمی تنظیم اور انتظام کو کہتے ہیں۔

(الف) نجی مالیات (ب) صوبائی مالیات

(ج) سرکاری مالیات (د) معاشی مالیات

2۔ نجی مالیات میں ہر فرد کے بجٹ کی میعاد ہوتی ہے۔

(الف) ایک سال (ب) چھ ماہ

(ج) ایک ماہ (د) کوئی میعاد مقرر نہیں

3۔ درج ذیل میں سے کس اصول کے تحت ہر شخص اپنی مالی حیثیت کے مطابق ٹیکس ادا کرتا ہے۔

(الف) اصولِ تیقن (ب) اصولِ مساوات

(ج) اصولِ سادگی (د) اصول لچکداری

4۔ ٹیکس عائد کرنے کے لیے پہلے چار اُصول کس نے پیش کیے۔

(الف) ریکارڈو (ب) مارشل

(ج) آدم سمتھ (د) کینز

5۔ درج ذیل میں سے کوئی ایک بالواسطہ ٹیکس میں شامل نہیں۔

(الف) انکم ٹیکس (ب) ایکسائز ڈیوٹی

(ج) بکری ٹیکس (د) کسٹم ڈیوٹی

سوال 2: درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہیں پُر کریں۔

1۔ ________ ٹیکس ملک میں افراطِ زر کا باعث بنتے ہیں۔

2۔ جب حکومت کی آمدنی اخراجات سے تجاوز کر جائے تو اُسے ________ کی پالیسی اپنانی پڑتی ہے۔

3۔ بلاواسطہ ٹیکسوں کا بوجھ ________ پر پڑتا ہے۔

4۔ پاکستان میں زرعی ٹیکس ________ کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے۔

5۔ جو ٹیکس کسی دوسرے شخص پر منتقل نہ کیا جا سکے اسے ________ کہتے ہیں۔

سوال 3: کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے دُرست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
براہ راست ٹیکس	نجی مالیات	
فاضل بجٹ	نوٹ چھاپنا	
مخفی آمدنی	انکم ٹیکس	
خسارے کی پالیسی	اخراجات سے آمدنی زیادہ	
اصول تیقن	ایکسائز ڈیوٹی	
	محصولات کا طریقہ	
	آدم سمتھ	

سوال 4: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

1۔ نجی مالیات سے کیا مراد ہے؟

2۔ سرکاری مالیات سے کیا مراد ہے؟

3۔ خسارے کی پالیسی سے کیا مراد ہے؟

4۔ آدم سمتھ کے بیان کردہ ٹیکس کے اصولوں کے نام لکھیں۔

5۔ براہ راست اور بالواسطہ ٹیکس میں فرق بیان کریں۔

6۔ سرکاری مالیات کے کوئی چار اجزا کے نام لکھیں۔

7۔ ٹیکسوں کی مختلف اقسام کے نام لکھیں۔

8۔ ٹیکسوں کے اصول تنوع سے کیا مراد ہے؟

سوال 5: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

1۔ نجی اور سرکاری مالیات میں مماثلت اور فرق بیان کریں۔

2۔ سرکاری وصولیاں کس طرح حاصل کی جاتی ہیں؟

3۔ ٹیکس عائد کرنے کے اصول بیان کریں۔

4۔ براہ راست اور بالواسطہ ٹیکسوں میں فرق بیان کریں نیز ان کے فوائد اور نقصانات بھی بیان کریں۔

5۔ متناسب اور متزائد ٹیکسوں میں فرق بیان کریں۔ نیز ان کے فوائد اور نقصانات بھی تحریر کریں۔

6۔ پاکستان کے سرکاری نظام محصولات کا تجزیہ کریں۔